طواف کی دو رکعتیں ادا کرنے کی جگہ

السؤال: طواف کے بعد دو رکعتیں کہاں ادا کی جاسکتی ہیں؟ نیز اس میں افضل کیا ہے؟

الجؤاب: باسم ربي الأكرم الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم يعلم

۱: طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں، یہ کہیں بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ ایک انسان طواف کرنے کے بعد اپنے ہوٹل کے کمرے میں آگیا تو وہاں بھی ادا کر سکتا ہے، بلکہ اگر وہ کسی طواف کے دوگانہ ادا کیے اپنے ملک لوٹ آیا، تو وہ اپنے ملک میں بھی ادا کر سکتا ہے۔

۲: البتہ حدود حرم سے باہر بلاوجہ پڑھنا خلاف اولی اور ذرا ناپسندیدہ ہے، البتہ اس پر کوئی گناہ نہیں۔ واضح رہے کہ حدود حرم سے مراد "مسجد حرام نہیں" بلکہ وہ پورا علاقہ مراد ہے جس کی خاص حرمت ہے اور اس میں گھاس وغیرہ کاٹنا منع ہے۔

۳: جہاں تک افضیلت کا تعلق ہے، تو "مقام ابراہیمی" کے پیچھے پڑھنا افضل ہے اور مقام ابراہیمی کے پیچھے ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بالکل اس مقام سے ملی ہوئی صف میں کھڑا ہونا ضروری ہے بلکہ کچھ صفیں چھوڑ کر اس کی سیدھ میں کھڑے ہونے سے بھی فضیلت مل جائے گی۔ چناچہ حضرت عبداللہ بن عمر —رضي الله تعالی عنهما— جب طواف کے دوگانہ ادا کرتے، تو مقام ابراہیمی سے ایک دو صفیں چھوڑ کر ادا کر لیا کرتے تھے اور کبھی آپ اس طرح مقام ابراہیمی کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھتے کے ان کے بیچ میں ایک دو لوگ ہوتے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مقام ابراہیمی کی فضیلت کچھ صفیں چھوڑ کر پڑھنے سے بھی

حاصل ہو جاتی ہے۔ بلکہ رش میں اس کی زیادہ کوشش بھی نہیں کرنے چاہیے تاکہ حاجیوں، اللہ کے گھر کے مہمانان، کو تکلیف کا باعث نہ بنا جائے۔ اسی طرح اگر انتظامیہ نے رسی باندھ کر یا اس کے بغیر بالکل مقام کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہو، تو اس کی خلاف ورزی کرنا مناسب نہیں کیونکہ یہ سارے انتظامات طواف کرنے والوں کی سہولت کے لیے کیے جاتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی سے اجتماعی تنگی اور تکلیف پیش آتی ہے، جو "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق ہے۔

۴: علما نے مقام ابراہیمی کے بعد بھی طواف کی دو رکعتوں کی مکانی لحاظ سے فضیلت کی درجہ بندی کی ہے جو براہ راست کسی حدیث میں نہیں آئی، بلکہ کتاب و سنت میں جن جگہوں کی فضیلت وارد ہوئی ہے اس کی روشنی میں یہ درجہ بندی کی گئی ہے۔ جیسے مقام ابراہیمی کے بعد کعبہ کے اندر ادا کرنے فضیلت ہے (اب یہاں نماز ادا کرنا عام بندے کے بس میں نہیں، انتظامی امور کی وجہ سے)، اس کے بعد حطیم کے پرنالے کے نیچے، اس کے بعد حطیم میں وغیرہ وغیرہ۔ بس ان میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان مستحبات کی وجہ سے نہ اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں ڈالا جائے اور نہ دوسروں کو تکلیف دی جائے، مشقت و تکلیف کی وجہ سے شریعت کے ان احکام میں، جن پر زور دیا گیا ہے، نرمی ہو جاتی ہے تو ان مستحبات کا کیا کہنا جن پر زور ہی نہیں دیا گیا! اسی طرح ان مستحبات کے بجائے کسی مسلمان بھائی یا بہن کی راحت و آرام کی پاسداری انسان کو زیادہ اللہ کے قریب لے جاتی ہے اور زیادہ نورانیت حاصل ہوتی ہے۔

في مصنف عبد الرزاق الصنعاني بتحقيق الأعظمي، كتاب المناسك، باب المقام:
عن ابن التيمي، عن أبيه، عن بكير بن عبد الله المزني قال: رأيت ابن عمر «إذا أراد أن يصلي خلف المقام جعل بينه وبين المقام صفا أو صفين أو رجلا أو رجلين»

دراسة سند الحديث::

ابن التيمي:

"معتمر بن سليمان التيمي، أبو محمد البصري يلقب الطفيل: ثقة من كبار التاسعة، مات سنة سبع وثمانين (ومئة) وقد جاوز الثمانين. ع"(تقريب التهذيب لابن حجر) (قلت: والمراد بعلامة "ع" أن الكتب الستة اجتمعت على إخراج حديث له)

معتمر بن سليمان بن طرخان التيمي أبو محمد البصري قيل أنه كان يلقب بالطفيل روى عن أبيه وحميد الطويل (تهذيب التهذيب، ترجمة رقم ٣٤١)

قال المحقق عظيم الرحمن الأعظمي في "ابن التيمي" في كتاب الصلاة، باب من يطأ نتنا يابسا أو رطبا:
هو معتمر بن سليمان التيمي من رجال التهذيب.

"أبوه": سليمان بن طرخان التيمي، أبو المعتمر البصري نزل في التيم فنسب إليهم: ثقة عابد، من الرابعة، مات سنة ثلاث وأربعين (ومئة) وهو ابن سبع وتسعين ع (تقريب التهذيب، ترجمة رقم ٢٥٧٥)

سليمان بن طرخان التيمي أبو المعتمر البصري ولم يكن من بني تيم وإنما نزل فيهم روى عن أنس بن مالك .... وبكر بن عبد الله المزني وخالد الأشج (تهذيب التهذيب، ترجمة رقم ٣٤١)

"**بكر بن عبد الله المزني**": أبو عبد الله البصري ثقة جليل من الثالثة مات سنة ست ومئة.

قلت (مشرف): الثلاثة كلهم من رواة الأصول الستة، وقد ثبت أخذ كل واحد منهم عمن فوقه، فالحديث موقوف صحيح الإسناد.

في الدر المختار، كتاب الحج:
(بعد كل أسبوع عند المقام) حجارة ظهر فيها أثر قدمي الخليل (أو غيره من المسجد) وهل يتعين المسجد؟ قولان

وفي رد المحتار عليه:
(قوله عند المقام) عبارة اللباب خلف المقام قال: والمراد به ما يصدق عليه عادة وعرفا مع القرب وعن ابن عمر - رضي الله عنهما - أنه إذا أراد أن يركع خلف المقام جعل بينه وبين المقام صفا أو صفين، أو رجلا أو رجلين رواه عبد الرزاق. اهـ. (قوله حجارة إلخ) ذكره في البحر عن تفسير القاضي لكن عبر بحجر بالإفراد وأنه الموضع الذي كان فيه حين قام عليه ودعا الناس إلى الحج وحرر بعض العلماء الأعلام أن الحجر الذي في المقام ارتفاعه من الأرض نصف ذراع وربع وثمن، وأعلاه مربع من كل جانب نصف ذراع وربع وعمق غوص القدمين سبع قراريط ونصف (قوله قولان) لم أر من حكى القولين، سوى ما توهمه عبارة النهر وفيها نظر والمشهور في عامة الكتب أن صلاتها في المسجد أفضل من غيره، وفي اللباب: ولا تختص بزمان ولا مكان ولا تفوت فلو تركها لم تجبر بدم، ولو صلاها خارج الحرم، ولو بعد الرجوع إلى وطنه جاز ويكره، ويستحب مؤكدا أداؤها خلف المقام، ثم في الكعبة ثم في الحجر تحت الميزاب، ثم كل ما قرب من الحجر، ثم باقي الحجر ثم ما قرب من البيت، ثم المسجد ثم الحرم، ثم لا فضيلة بعد الحرم بل الإساءة اهـ

والله أعلم

كتبه

مشرف بيگ اشرف

الجامعة الفاروقية، جي تيره، تحت

إشراف الشيخ المفتي عبد القيوم

m.mushrraf@gmail.com